ماحولیاتی آلودگی اور تعلیماتِ نبوی ﷺ

Environmental Pollution and teachings of The Holy Prophet (PBUH)

Abdul Baqi Idrees Sindhi
Department of Islamic and Arabic Studies, Sind Text Book Board, Jamshoro, Sindh.
Aziz ur Rehman Saifee
Department of Arabic, University of Karachi.
Tabassum Malik
Director, Habibia Islamic Institute, Karachi.

ABSTRACT

For the guidance of all human being and for resolving the problems Allah has told in Qur'an. The environmental pollution is a major issue of our life, Allah has also fully guided for this regard too. There is mentioned in The Holy Quran about that. There are seven types of pollution are:
Water pollution, Air pollution, Soil pollution, Thermal pollution, Radioactive pollution, Noise pollution, Light pollution.
Environmental pollution has existed for centuries but only started to be significant in dub trial resolution. Pollution occurs when the natural environmental cannot destroy an element without creating harm or damage to itself. The elements involved are not produced by nature and the destroying process can vary from a few days to thousands of years.
Though the first we should clean our self then our society will be cleaned and will not remain any kind of pollution. In this regard the Holly Quran is also telling us about the purification. There are two types of purification internal external. Internal purification to purity the soul form the effects of sins and act of disobedience though repenting sincerely form all sins and act of disobedience Purification of the heart from the fifth polytheism. External purification by removing of filth is by using pure water of the water for the removal of the for the worshiper's garment body and from the place of prayer. We must thin for this serious issue and have to reform our society from this important issue. In fort, we get rid from those absolutely in the right direction.

Keywords: Environment and Islam, Environmental Pollution, Islam and Environmental Pollution, Teaching of the Holy Prophet and Pollution in Environment.

یقیناً رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام پہلو انسانیت کی دنیوی اور اخروی کامیابی کی ضمانت فراہم کرتے ہیں، آپ ﷺ کا ذاتی اور شخصی کردار امت کی اخلاقی تربیت کے بارے میں ہدایات تو دیتا ہی ہے، ساتھ ہی آپ ﷺ نے سماج اور معاشرہ کے ظاہری خدوخال بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بھی رہنما اصول بتائے ہیں جس کو ہم ماحولیاتی حسن بھی کہہ سکتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کا گہرائی سے مطالعہ کریں اور آپ کی بتائی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ[1] ''اللہ کے رسول کی زندگی میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔''

آنحضرت ﷺ کے ارشادات کو مد نظر رکھنے سے ہمیں ماحولیات سے متعلق بہت سی چیزیں معلوم ہو جاتی ہیں۔ انسان کے ارد گرد کی چیزیں، لوگ، چرند پرند، نہریں، درخت، بیل بوٹے عمارتیں اور وہ تمام چیزیں، جو انسان استعمال میں لائے خواہ نہ لائے، وہ ملکر انسان کا ماحول بناتی ہیں۔ جب تک یہ سب چیزیں فطرتی اصولوں کے موافق باقی رہینگی اور مناسب انداز میں ان سے استفادہ کیا جائے گا تو انسانی ماحول بہتر انداز پر قائم رہے گا۔ لیکن اگر ان تمام چیزوں کو فطری اصولوں کے بر خلاف استعمال کیا گیا، اور ہر ایک آدمی "کام نکالو" کی طرز اپنائے گا تو کچھ عرصہ کے بعد انسانی ماحول اپنے فطری حسن کو کھو بیٹھے گا اور اس ماحول میں انسانوں کو بسنے میں بہت کوفت اور گھٹن محسوس ہو گی۔ فطرت سلیمہ کے حامل لوگوں کو ایسے ماحول میں رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جب کوئی ماحولیاتی کیفیت اس درجہ کو پہنچ جائے تو اس کو ماحولیاتی آلودگی کہا جاتا ہے، موجودہ دور کے عالمی مسائل میں سے ماحولیاتی آلودگی بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔

ماحول کی تعریف و مفہوم

ماحول عربی زبان کا لفظ ہے جو دو حروف سے مرکب ہے۔ ما اور حول "ما" اسم موصول ہے، جس کے معنیٰ ہیں: ہر وہ چیز جو، "حول" کے معنی: چکر لگانا، سال کا پھر آنا۔ تو ماحول کے معنیٰ ہوئے: وہ چیزیں جو ایک جسم کے چار سو پھیلی ہوئی ہیں۔ یہی معنیٰ قرآن کی اس آیت میں بھی بیان کی گئی۔

مَثَلُہُمۡ کَمَثَلِ الَّذِی اسۡتَوۡقَدَ نَارًا۔ فَلَمَّاۤ اَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَہٗ ذَہَبَ اللّٰہُ بِنُوۡرِہِمۡ[2]

''ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے آگ جلائی پھر جب روشن کر دیا آگ نے اس کے آسپاس کو تو زائل کر دی اللہ نے ان کی روشنی۔''

اصطلاح میں ماحول کی تعریف

اصطلاح میں ماحول کی تعریفات درج ذیل ملتی ہیں:

ا۔ وہ دائرہ کار جس میں انسان پایا جائے اور اس کی زندگی کے معمولات سرانجام دینے کیلئے جو عوامل و عناصر دستیاب کیے جائیں اس کو "ماحول" کہا جاتا ہے۔[3]

۲۔ وہ رہائشی میدان کہ جس میں انسان اپنی طبعی، بشری اور ظاہری ضروریات کو سرانجام دے، جن سے اس کی زندگی اثر انداز ہوتی ہو اس کو ماحول کہا جاتا ہے۔

۳۔ انسان کی وہ میل جول جس کے تحت انسان اپنی زندگی گذارتا ہے اور اپنی ضروریات زندگی مثلاً: کھانے، پینے، لباس، دوا اور دیگر ضروریات کیلئے دوسرے انسانوں کے ساتھ جو تعلقات قائم کرتا ہے وہ سب مل کر اس کا ماحول کہلاتی ہیں۔[4]

ماحول کا مفہوم

ماحول کا مفہوم بہت وسیع ہے، جس میں کائنات، زمین، آسمان، پہاڑ، اور تمام مخلوقات، جس میں انسان بھی شامل ہے، ان تمام چیزوں پر منضبط ہونے والے اثرات کو ماحول کا مفہوم دیا جاسکتا ہے۔ اسلام میں ماحول کا مفہوم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوقات، جن میں انسان، جنات، سمندر، نہریں، پہاڑ، نباتات، حیوانات اور حشرات شامل ہیں اور یہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ نے انسان کیلئے مسخر کر دی ہیں۔ زمین پر تمام موجود وہ چیزیں جو چار سُو پھیلی ہوئی ہیں زمین کا ماحول کہلاتی ہیں۔ لیکن ایک انسان کی الگ الگ حیثیت سے اس کے مختلف ماحول بھی ہو سکتے ہیں، اسی طرح مختلف خطہ ہائے زمین کے ماحول بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ لیکن اس مختصر مقالہ میں جس ماحول سے بحث کی گئی ہے، اس سے مراد کلی طور پر زمین کا ماحول ہے کہ وہ ایسا ہموار اور موزون ہونا چاہئے کہ جس میں انسانوں کا رہن سہن اطمینان وسکون کا باعث ہو۔

ماحولیاتی آلودگی کا مطلب اور مفہوم

فطری ماحول میں غیر فطری عناصر کا داخل ہونا آلودگی کہلاتا ہے۔ آزاد دائرۃ المعارف میں آلودگی سے متعلق لکھا گیا ہے:

آلودگی (Pollution) سے مراد قدرتی ماحول میں ایسے اجزاء شامل کرنا ہے کہ جس سے ماحول میں منفی تبدیلی واقع ہو۔[5] آلودگی عام طور پر صنعتی کیمیائی مادوں کی وجہ سے ہوتی ہے، لیکن یہ توانائی کی وجہ سے بھی ہوسکتی ہے، شور، حرارت یا روشنی، دنیا میں سب سے زیادہ آلودگی امریکی افواج پیدا کرتی ہیں۔[6]

آلودگی کا مفہوم

انسان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ زمین پر موجود تمام نعمتوں کو درست انداز میں استعمال کر کے ان سے بہرہ مند ہونا تھا۔ وہ اپنے ماحول کی دیکھ بھال کرتا تاکہ وہ خود اور اس کی آنے والی نسلیں اس فطرتی قانون کے ذریعہ حاصل ہونے والی نعمتوں سے سرفراز ہو، اور یہ عالم تمام انسانوں کیلئے گہوارہ امن وسلامتی ہوتا۔ لیکن انسان ہی کی بداعمالیوں اور مفادپرستی کی سوچ نے اس خدائی نظام میں رخنہ ڈال دیا ہے، انسانی کرتوتوں کے نتیجہ میں دنیا کے اندر مختلف قسم کی آلودگیوں نے سر اٹھایا ہے، جس سے دنیا ایک عظیم فساد کی زد میں ہے، جس کو فساد عظیم ہی کہنا مناسب لگتا ہے۔ جس طرح کہ قرآن کریم فرماتا ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ[7]

"ظاہر ہو گیا (اور پھیل گیا) فساد خشکی اور تری میں لوگوں کے ان اعمال کی وجہ سے جو وہ خود اپنے ہاتھوں کرتے ہیں۔"

دراصل فساد، نظام فطرت میں تبدیلی لانے، بگاڑ پیدا کرنے اور انسانی ماحول اور گردوپیش کی صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کے لئے اللہ نے جو انتظام وانصرام کیا ہے، اس کی خلاف ورزی کرنے کا نام ہے، اہل لغت فساد کی تعریف کرتے ہوئی لکھتے ہیں:

الفساد في اصل اللغة: هو تغير الشيئ عن الحال السليمة خروجه عن الاعتدال فهو ضد الصلاح، يقال فسد اللبن والفاكهة والهواء اذا اعتراه تغير او عفونة حتي اصبح غير صالح ثم

استعمل لغة في جميع الاشياء والامور الخارجة عن نظام الاستقامة كالبغي والظلم والفتنة، وعليه قوله تعالي؛ "ظهر الفساد في البر والبحر"[8]

"فساد کا معنی لغت میں کسی چیز کی حالت سلیم کا بدل جانا اور اعتدال سے نکل جانا ہے "فساد"، "اصلاح" کی ضد ہے، کہا جاتا ہے: "فسد اللبن" دودھ خراب ہو گیا، میوہ خراب ہو گیا، ہوا خراب ہو گئی، جب کہ اس میں تغیر آ جائے اور تعفن پیدا ہو جائے اور وہ بگڑ جائے، پھر بعد میں فساد کا لفظ لغوی اعتبار سے ان تمام اشیاء اور اُمور کے لئے استعمال کیا جانے لگا، جو نظام استقامت سے نکل گئے ہوں، جیسے: بغاوت، ظلم، فتنہ، اللہ تعالیٰ کا فرمان: "ظهر الفساد الخ" اسی معنی میں ہے۔"

لٰہذا جو لوگ قوانین فطرت کو بدلنا چاہتے ہیں یا بدل رہے ہیں اور نظام فطرت کو درہم برہم کرنے میں لگے ہوئے ہیں، یا ایسے اسباب وعوامل پیدا کر رہے ہیں، جن سے ماحولیات کو نقصان پہنچ رہا ہے، ہوا کی کثافت، فضاء کی آلودگی اور پانی کی سمیت میں اضافہ ہو رہا ہے، جس کی وجہ سے انسانی وجود کو شدید خطرات لاحق ہو گئے ہیں، در حقیقت وہ پوری انسانیت کے دشمن، خدا کے سرکش، باغی، شیطان کے پیرو، ابلیس کے چیلے اور اسلامی نقطہ نظر سے عظیم فسادی ہیں، اس لئے کہ سب سے پہلے شیطان نے ہی نظام فطرت میں تبدیلی لانے کی کوششوں کا اعلان کیا تھا:

وَ اِنۡ یَّدۡعُوۡنَ اِلَّا شَیۡطٰنًا مَّرِیۡدًا ۙ لَّعَنَہُ اللّٰہُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنۡ عِبَادِکَ نَصِیۡبًا مَّفۡرُوۡضًا ۙ وَّ لَاُضِلَّنَّہُمۡ وَ لَاُمَنِّیَنَّہُمۡ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُبَتِّکُنَّ اٰذَانَ الۡاَنۡعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّہُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ ؕ وَ مَنۡ یَّتَّخِذِ الشَّیۡطٰنَ وَلِیًّا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَقَدۡ خَسِرَ خُسۡرَانًا مُّبِیۡنًا ؕ[9]

"اور نہیں پکارتے مگر شیطان سرکش کو، جس پر لعنت کی اللہ نے اور کہا شیطان نے کہ میں البتہ لوں گا تیرے بندوں سے حصہ مقررہ، اور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بناوے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر تو وہ پڑا صریح نقصان میں۔"

آلودگی کی اقسام

ماحول پر آلودگی کے مختلف اندازوں سے مختلف اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان مختلف النوع طریقہ ہائے انداز کے اعتبار سے آلودگی کی بنیادی دو قسمیں ہیں: (۱) مادی (۲) معنوی۔

مادی آلودگی کی اقسام

ہوا کی آلودگی، پانی کی آلودگی، روشنی کی آلودگی، شور وشغب کی آلودگی، دھول غبار کی آلودگی، غذا کی آلودگی۔

معنوی آلودگی کی اقسام

اخلاقی آلودگی، تہذیب وتمدن کی آلودگی، سیاست کی آلودگی، معاشرتی آلودگی۔

ہم یہ بات انتہائی وثوق کے ساتھ کہتے ہیں کہ ان مذکورہ تمام آلودگیوں میں معنوی آلودگی کے تحت ذکر کردہ تمام اقسام کو

بنیادی حیثیت حاصل ہے، بلکہ ماحول کی دیگر تمام اقسام پر معنوی آلودگی کی زیادہ رعایت کرنی چاہیے تاکہ دیگر مادی آلودگیوں پر قابو پایا جاسکے۔ اگر ہم ان تمام اقسام کا تفصیلی جائزہ لیں مستقل ایک کتاب وجود میں آسکتی ہے۔ مگر ہم صرف ماحول کی چار بنیادی ماحولیاتی آلودگیوں پر تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں بحث کریں گی جو کہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ فضائی آلودگی ۲۔ زمینی آلودگی ۳۔ آبی آلودگی ۴۔ صوتی آلودگی

۱۔ فضائی آلودگی

فضا: جابجا طور پر "فضاء" انسانی حیات کے بقا میں نمایاں مقام رکھتی ہے۔ اسی فضا یہ میلوں پر محیط "ہوا" کا ایک دلر باغلاف مختلف گیسوں سے مرکب ہے، جن میں نائٹروجن ۷۹%، آکسیجن ۲۰%، اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا ۰.۰۳% حصہ ہے، یہ فضائی غلاف یکساں طور پر حیوانات، نباتات، انسانوں اور نظر نہ آنے والی کئی مخلوقات کیلئے زندگی کی ضمانت ہے۔ جس کے تحت ہم اپنی چوبیس گھنٹوں کی زندگی کے دوران حرکات و سکنات بجالانے، کام کاج کرنے اور زندہ رہنے کیلئے فضا ہی سے آکسیجن حاصل کرتے ہیں۔

اسی فضا کی وسعتوں میں نرم و نازک ہوائیں چلتی ہیں، جن کے دوش پر بادلوں کا قافلہ رواں دواں رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی منشاء و مراد سے کسی علائقہ یا خط کے لوگوں کو اس بارش رحمت سے سیراب فرماتا ہے۔ جس طرح ارشاد خداوندی ہے:

وَ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ۚ وَ اَنۡزَلۡنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَہُوۡرًا[10]

"وہی ہے جس نے چلائیں ہوائیں خوشخبری لانے والیاں اس کی رحمت سے آگے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی پاکی حاصل کرنے کا۔"

وَہُوَ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ الرِّیٰحَ بُشۡرًۢا بَیۡنَ یَدَیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ[11]

"اور وہی ہے کہ چلاتا ہے ہوائیں خوش خبری لانے والی اپنی رحمت سے۔"

پھر اسی بارش سے زمین پر گل و گلستان، ہریالی اور خوشی بھرے ترانے گونجنے لگتے ہیں۔ اسی طرح انسانوں اور دیگر جانداروں کے کھانے کا انتظام ہوتا ہے، اسی طرح ارشاد خداوندی سے اشارہ ہوتا ہے:

فَلۡیَنۡظُرِ الۡاِنۡسَانُ اِلٰی طَعَامِہٖۤ۔ اَنَّا صَبَبۡنَا الۡمَآءَ صَبًّا۔ ثُمَّ شَقَقۡنَا الۡاَرۡضَ شَقًّا۔ فَاَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا حَبًّا۔ وَّ عِنَبًا وَّ قَضۡبًا۔ وَّ زَیۡتُوۡنًا وَّ نَخۡلًا۔ وَّ حَدَآئِقَ غُلۡبًا۔ وَّ فَاکِہَۃً وَّ اَبًّا۔ مَّتَاعًا لَّکُمۡ وَ لِاَنۡعَامِکُمۡ[12]

"فرمایا اب دیکھ لے آدمی اپنے کھانے کو کہ ہم نے ڈالا پانی اوپر سے گرتا ہوا، پھر چیرا زمین کو پھاڑ کر، پھر لگایا اس میں اناج اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور گھن کے باغ اور میوہ اور گھاس کام چلانے کو تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے۔"

مطلب یہ کہ فضا کے اندر یہ مختلف فطری قسم کی تبدیلیاں مثلا: ہوا کے اندر آکسیجن کی کثرت، ہواؤں کا چلنا، بادلوں کا برسنا، دھوپ، گرمی سردی کا اتار چڑھاؤ پھر موسمی تبدیلیاں یہ سب کچھ ایسا توازن بھرا نظام ہے جو کہ انسان حیات اور دیگر جانداروں کی زندگی کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انسانوں کی غلط طرز معاشرت اور غیر فطری عوامل کے استعمال سے فضا کے فطری انداز کو جب مختلف طریقوں سے تبدیل کیا گیا تو یہ فضاء اس کیفیت تک جا پہنچی جس سے فائدہ سے بڑھ کر نقصانات ہونا شروع ہوئے، فضا کی اسی نوعیت کو

فضائی آلودگی کہا جاتا ہے۔

فضائی آلودگی کے بدولت انسانی صحت کیلئے بہت مشکلات اور امراض پیدا ہوگئے ہیں۔ ساتھ ہی معتدل درجہ حرارت میں اختلاف واقع ہوا ہے، فضائی غلاف کو نقصان ہونے کی وجہ سے عالمی درجہ حرارت میں اضافہ ہوا ہے۔ جس کا سبب کاربن ڈائی آکسائیڈ اور میتھین گیسز کی مقدار کا بڑھ جانا ہے۔ پھر مختلف یورپی ممالک میں تیزابی بارش اور سیہ ملے پٹرول کے استعمال سے سانس، جگر اور گردہ کی بیماریاں پیدا ہوگئی ہیں، اوزون کے غلاف کی وجہ سے سورج کی خطرناک الٹرا اور گاما شعائیں سیدھا انسانی جلد پر اثر انداز ہونے سے کینسر اور جلدی امراض کا باعث بن رہی ہیں۔ اسی طرح فضائی آلودگی میں دوھویں کا بھی اہم رول ہے، فضائی آلودگی میں اضافہ کرنے والی دیگر چیزیں کچھ اس طرح ہیں:

۱۔ صنعتی کارخانوں اور اسلحہ ساز فیکٹریوں کے فضلات

۲۔ ہتھیاروں اور اسلحہ ڈپوز پر آتشزدگی

۳۔ خود ہتھیاروں اور اسلحہ کا استعمال

۴۔ ٹریفک کے بہتات اور ان سے نکلتا دھواں

۵۔ جنگلات اور باغات کا صفایا

۶۔ زہریلی گیسوں اور تابکاری شعائوں کا اخراج

۷۔ ہر قسم کا دھواں سگریٹ نوشی و دیگر ذرائع

ان تمام اسباب کی بدولت ہماری فضائی خلاء ہمارے لئے بیحد خطرناک نتائج فراہم کر رہی ہیں۔ جس میں انسانی حیات کا رہنا یقینا خطرہ سے خالی نہیں۔ تاہم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرمان ہمارے لئے رہنمائی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اگر ہم ان کو پوری یقین سے عمل میں لائیں۔

نبوی تعلیمات

رسول اللہ ﷺ نے ایسی تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے جن سے آگ اور دھواں (فضائی آلودگی) پھیلتی ہو اور وہ انسانوں کیلئے ضرر رساں ہوں۔ ہوا ہو یا پانی یہ دونوں آب و ہوا کے نام سے ماحول کا حصہ ہیں، نبی کریم ﷺ نے انکی حفاظت کی تعلیم دی ہے اور انہیں آلودہ کرنے سے منع کیا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

لایبولن احدکم فی الماء الدائم الذی لایجری ثم یغتسل فیہ[13]

"تم میں سے کوئی ٹھہرے پانی میں پیشاب نہ کرے، جو بہتا نہیں اور پھر اس میں غسل کرے۔"

آب و ہوا کو آلودہ کرنے کا ایک سبب کھلی جگہوں پر بول و براز کرنا بھی ہے، چنانچہ نبی ﷺ نے اسے منع فرماتے ہوئے کہا:

اتقوا الملاعن الثلاثة: البراز فی الموارد، وقارعة الطریق والظل[14]

"تین ایسی چیزوں سے بچو، جو لعنت کا سبب ہیں: مسافروں کے وارد ہونے کی جگہوں پر، سایہ دار درختوں کے نیچے، اور عام راستوں پر بول و براز کرنے سے۔"

اس مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اتقوا اللعانین، قالوا: وما اللعانان یا رسول الله! قال: الذی یتخلی (یتغوط) فی طریق الناس او فی ظلهم[15]

"بچو تم لعنت کے دو کاموں سے۔ (یعنی جن کی وجہ سے لوگ تم پر لعنت کریں) لوگوں نے کہا: وہ لعنت کے دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایک تو راہ میں (جدھر سے لوگ جاتے ہوں) پائخانہ کرنا، دوسری سایہ دار جگہ میں (جہاں لوگ بیٹھ کر آرام کر لیتے ہوں) پائخانہ کرنا۔"

ماحول، گھر، برتن اور سونے کے کمرے کو پر فضا اور صحت اور آرام کے قابل بنانے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے رات کو سونے سے پہلے برتنوں کو ڈھانپ لینے، دروازوں کو بند کر دینے اور چراغ گل کرنے کا حکم فرمایا ہے:

خمروا الآنیة واجیفوا الابواب و اطفئوا المصابیح[16]

"اپنے برتن ڈھانک لیا کرو، دروازے بند کر لیا کرو اور چراغ بجھا دیا کرو۔"

اسی طرح آپ کا ارشاد ہے:

ان هذه النار انما هی عدولکم، فاذا نمتم فاطفئو ها عنکم[17]

"یہ آگ تمہارا دشمن ہے۔ پس جب تم سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔"

درختوں کی اہمیت اور کاٹنے کی ممانعت

فضائی آلودگی کو ختم کرنے میں درختوں اور جنگلات کا اہم کردار ہے، آپ ﷺ نے ایک طرف درختوں کے لگانے کی ترغیب دی ہے اور ان کے کاٹنے اور ضایع کرنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

ان قامت علی احدکم القیامة وفی یده فسیلة فلیغرسها[18]

"اگر تم میں سے کسی پر قیامت آجائے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پودا ہو، تو اسے چاہیے کہ گاڑ دے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مؤمن زندگی کی کوئی امید نہ بھی دیکھے، تب بھی اسے فطرت (نیچر) کی حفاظت کرنی چاہیے، کیوں کہ اپنی ذات میں نیچر ایک حسن ہے، گرچہ کسی انسان کو اس سے فائدہ نہ بھی ملتا ہو۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مامن مسلم یغرس غرسا اویزرع زرعا، فیاکل منه طیر او انسان او بهیمة الاکان له به صدقة[19]

"جو بھی مسلمان پودا لگائے گا یا کھیتی باڑی کریگا اور اس سے جو پرند، انسان یا کوئی چوپایہ کھائے گا، تو وہ اس کے لئے صدقہ ہو گا۔"

ان الذین یقطعون السدر، یصبون فی النار علی وجوھہم صبا[20]

”جو بیری کے درخت کو کاٹتے ہیں، آگ میں چہرے کے بل ڈالے جائینگے۔“

۲۔ زمینی آلودگی

اس کرہ ارض کا ایک تہائی خشکی جبکہ دو تہائی حصہ پانی پر مشتمل ہے۔خشک حصہ والی زمین کا حجم اندازا دو کروڑ چورس کلو میٹر ہے۔انسان ذات کے پیدائش کا منبع زمین ہے۔چونکہ زمین کا جوہر مٹی ہے اور وہی انسانیت کی ابتدا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّار [21] ”بنایا آدمی کو کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکرا۔“

زمین سے مراد ہر وہ چیز ہے جو انسان کے قدموں کے نیچے ہو،کل ما اسفل فھو ارض[22]

زمین کی نزدیکی اور اس کی بآسانی پہنچ کی وجہ سے اس کو کام میں لانا بیحد آسان بنایا گیا ہے، جس طرح کہ ارشاد پاک ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ[23] ”تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے بس میں کر دیا تمہارے جو کچھ ہے زمین میں۔“

اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو ہر طرح سے سنوارا اس کے اوپر درخت پیڑ پودے اگائے۔ پانی کی نہریں اور چشمے جاری کئے۔ سر سبز شاداب کھیتیاں ہرے بھرے جنگلات بنائے، پھول پھل پیدا کئے،روشنی و تاریکی، آب و ہوا کے منظم انتظامات جاری کئے، تاکہ انسانوں کے رہن سہن میں آسانی پیدا ہو۔تاہم حضرت انسان نے اپنی بے ترتیب طرز حیات سے اس زمین کو اس قدر ناگوار اور اذیت ناک بنالیا ہے کہ وہ انسان ذات کے لئے امن و اطمینان کا باعث بننے کے بجائے وہ کسی طرح بھی انسان کو روند رکھنے کے درپے ہے۔ صنعتی ترقی جو درحقیقت ماحولیاتی تنزلی ہے، نے فطری ماحول کو ابتر سے ابتر بنالیا ہے۔

زمینی آلودگی کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں کچھ وہ ہیں جو قدرتی ہیں جبکہ دوسری انسانی نقل و حرکت کے باعث بنتی ہیں۔ انسانی استعمال میں لائی ہوئی چیزیں، فضلہ جات، ٹھوس اور مادی چیزوں کے انبار، صفائی کے نتیجہ میں اکٹھے ہونے والی چیزیں، تعمیرات اور کارخانہ جات کے فالتو مٹیریل پرانی گلی سڑی چیزیں زرعی اور صنعتی فضلہ جات اور دیگر چیزیں زمین کی آلودگی میں نمایاں حیثیت رکھتی ہیں۔

زمین کا درست استعمال

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جعلت لی الارض مسجدا وطھورا[24]

”میرے لئے (میری امت کے لئے) زمین کو سجدہ گاہ (عبادت کرنے کی جگہ) اور پاکیزہ بنادیا گیا ہے۔“

یہ حدیث زمین کے پاک ہونے تک محدود نہیں ہے، بلکہ زمین کو پاکائی کے ذریعہ/سبب کے طور پر بھی استعمال کرنے میں شامل ہے، جیسا کہ پانی کی عدم موجودگی کی بناپر زمین کی مٹی سے تیمم کرنے کا بھی حکم ہے۔ حضور ﷺ نے نہ صرف زمین کے درست

استعمال کی ترغیب دی ہے بلکہ غیر آباد زمین کو آباد رکھنے سے حاصل ہونے والے فوائد کیلئے بھی ترغیب دی ہے، اور کسی درخت کے لگانے، بیج بونے یا پیاسی زمین کو سیراب کرنے کے کاموں کو نیکی اور احسان والے اعمال قرار دیا ہے، جیسا کہ ارشاد گرامی ہے:

من احیا ارضا میتۃ لہ بہا اجر[25] "جو شخص کسی غیر آباد زمین کو آباد کرتا ہے تو وہ اجر کا مستحق بن جاتا ہے۔"

اسی بنا پر یہ حکم بتایا جاتا ہے کہ جو شخص بھی کسی غیر آباد زمین کو سیراب کرتا ہے تو وہ اس کی ملکیت شمار ہوتی ہے۔

۳۔آبی آلودگی

پانی نفس حیات کی بنیاد ہے اور یہی چیز اس کے اہم ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ[26]

"اور ہم نے پانی سے ہر چیز کو زندہ کیا، پھر یہ (کفار) ایمان کیوں نہیں لاتے۔"

وَاللّٰهُ خَلَقَ كُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ[27] "اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلتے پھرتے جاندار کو پانی سے پیدا فرمایا ہے۔"

اس زمین کا دو تہائی حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ پھر اس پانی کا سب سے زیادہ ۹۷% حصہ سمندروں کی صورت میں موجود ہے۔ ۲% برف کے پہاڑ ہیں، جنسے برف باری اور بارش ہوتی رہتی ہے، ساتھ ہی درجہ حرارت بڑھنے کے بدولت یہ پانی دریاؤں اور نہروں کی صورت میں خشکی پر کتب لانے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ اور پھر زیر زمین پانی ہی انسانوں کو سب سے زیادہ کام آتا ہے۔ پانی کا فطری طور پر ایک خاص رنگ و بو اور ذائقہ ہوتا ہے، جب مضر صحت مادہ کی بعض اشیاء پانی کی اس فطری خواص کو بدل دیں تو یہ "آلودہ پانی" کہلاتا ہے۔ آبی آلودگی کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں، جن کے باعث منہ پر رکھا ہوا گلاس اور بپھرا ہوا سمندر دونوں آلودہ ہونے میں برابر ہو سکتے ہیں۔ مٹی، ریت اور کچرے کی وجہ سے قدرتی طور پر پانی آلودہ ہوتا ہے۔ اسی طرح انسانی کسب کے نتیجہ میں بھی آبی آلودگی پھیلتی ہے مثلا: صنعتی، حیواناتی اور انسانی فضلہ جات کو آبی گذر گاہوں اور نہروں میں پمپ کیا جاتا ہے، جو پانی کی آلودگی کا اہم سبب ہے۔ زرعی اور کیمیاوی ادویات اور کیمیکلز پانی کو آلودہ کرتے ہیں۔ سمندری آلودگی کا سبب خام تیل اور دیگر استعمال شدہ چیزوں کا سمندر میں پھینکنا سبب بنتا ہے۔ یہ تمام چیزیں ملکر پانی کی فطری خواص کو ختم کر دیتی ہیں نتیجہ میں پانی صحت اور انسانی استعمال کیلئے بیحد مضر ہو جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی مبارک تعلیمات میں اس آبی آلودگی کا سد باب کرنے کا پورا سامان موجود ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان ہدایات پر عمل کیا جائے۔ حضور ﷺ نے اپنی امت کو فطرتی سرچشموں میں باہمی شرکت کو برانگیختہ کرتے ہوئے فرمایا:

المسلمون شرکاء فی ثلاث: الماء والکلاء والنار[28]

"مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں: (۱) پانی، (۲) گھاس، (۳) آگ۔"

اسی طرح پیاسے کو پانی سے محروم رکھنے کو قابل مؤاخذہ جرم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

من منع فضل مائہ او فضل کلائہ منعہ اللہ فضلہ یوم القیامۃ[29]

"جو شخص اپنا باقی ماندہ پانی یا باقی ماندہ گھاس روکے رکھتا ہے تو قیامت کے دن اللہ تعالی اسے اپنے فضل سے محروم کر دینگے۔"

در حقیقت زمین کا درست استعمال اور پانی کی حفاظت اور حیوانات کے ساتھ حضور ﷺ کا حسن برتاؤ تواضع اور عاجزی وانکساری کی بہت واضح دلیل ہے اور ماحولیات کی حفاظت کی بھی واضح دلیل ہے۔

۴۔ صوتی آلودگی

صوتی یا آواز کی آلودگی کا تعلق سننے اور انسانی سماعت سے ہی۔ سماعت اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں میں سے ہے کہ انسانی پیدائش کے بعد سب سے پہلے جس کو شمار کیا گیا ہے، وہ سماعت ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَّ جَعَلَ لَكُمُ السَّمۡعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡـِٕدَةَ ‌ ۙ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ[30]

"اور دیئے تم کو کان اور آنکھیں اور دل، تاکہ تم احسان مانو۔"

سماعت علم کے حصول کا ایک اہم وسیلہ ہے، انسانی جسم کے اندر سماعت کا نظام ایک خاص انتظام سے کام کرتا ہے چنانچہ ہر حرکت کرنے والی چیز حرکت کرتے وقت ایک آواز کرتی ہی، یہ آواز ہوا، پانی اور ٹھوس چیزوں سے لہروں کے ذریعہ سفر کرتا ہے، انسانی کانوں تک پہنچنے والی ان لہروں کا حجم 20 hears سے hearts20,000 ہوتا ہے۔ اگر اس فریکوئنسی سے کم یا زیادہ حجم کی لہریں انسانی سماعت سے ٹکرائینگی تو انسانی کان اس کو نہیں سن پائیں گے۔ آواز کی طاقت کو ڈیسی بیل (DB) سے ناپا جاتا ہے عام انسان 20 تا 100 ڈی بی کے حامل آواز کو سن سکتا ہے۔ جب کسی آواز کی طاقت dp100 یا hearts 20,000 سے بڑھ جائے تو انسان کو سننا محال ہو جاتا ہے۔ اس کو "صوتی آلودگی" کہا جاتا ہے۔

صوتی آلودگی کا پریشر اور تسلسل انسانی اعصاب اور اس کی جسمانی توانائیوں کو یک سر متاثر کرتا ہے۔ بسا اوقات انسان اس صوتی آلودگی کی بدولت معذور ہو جاتا ہے۔ قرآن نے صوتی آلودگی کو ایک منفرد انداز میں نمایاں کیا ہے، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

وَ اغۡضُضۡ مِنۡ صَوۡتِكَ‌ ؕ اِنَّ اَنۡكَرَ الۡاَصۡوَاتِ لَصَوۡتُ الۡحَمِيۡرِ[31]

"اور نیچی کر آواز اپنی بے شک بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔"

اسلام نے صوتی آلودگی کو کم کرنے کا کتنا اہتمام کیا ہے کہ بڑی آواز میں بولنے کے بجائے خود فضول بولنے کو بھی ناگوار تصور کیا گیا ہے اور سکوت وخاموشی کو پسندیدہ عمل شمار کیا گیا ہے، جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا:

من صمت نجا[32] "جو خاموش رہا، نجات پا گیا۔"

ضرورت سے زیادہ بلند آواز سے بولنا بھی ایذار سانی کی ایک صورت ہے، حتیٰ کہ قرآن کریم کی تلاوت جیسی عبادت کو بھی ضرورت سے زیادہ بلند آواز میں ناپسند کیا گیا ہے جس سے دوسروں کی عبادت میں خلل آئے یا تکلیف کا باعث ہو۔

عن أبي قتادة أن النبي ﷺ قال لأبي بكر: مررت بك وأنت تقرأ وأنت تخفض من صوتك، فقال: إني أسمعت من ناجيت، قال: ارفع قليلا، وقال لعمر: مررت بك وأنت تقرأ وأنت ترفع صوتك، قال: إني أوقظ الوسنان وأطرد الشيطان، قال: تخفض قليلا[33]

’’حضرت ابو قتادہؓ روایت فرماتے ہیں: حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فرمایا: (رات کو) آپ کے پاس سے میرا گزر ہوا تو آپ ہلکی آواز میں تلاوت فرمارہے تھے، تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا: میں اس (ذات) کو سناتا ہوں جس سے میری سر گوشی رہتی ہے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: (آواز کو) تھوڑا سا بلند کر دو، اور حضرت عمرؓ سے فرمایا: آپ کے پاس سے بھی میرا گزر ہوا تو آپ بہت بلند آواز میں تلاوت فرمارہے تھے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں سوتے کو جگاتا ہوں اور شیطان کو بھگاتا ہوں، تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: (اپنی آواز کو) تھوڑا پست کر دو۔‘‘

وعظ و نصیحت میں بھی آواز کو پست رکھنے کی تعلیمات

نبی کریم ﷺ نے آواز کو عام حالات میں بھی نیچا رکھنے کی تعلیم فرمائی ہے اور اس بات کی اس حد تک اہمیت مد نظر رہی ہے کہ وعظ و نصیحت میں بھی آواز کو پست رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں:

عن أبي نضرة أن عائشة رضي الله عنها قالت لقاص المدينة: ضع صوتك عن جلسائك، و تحدث ما أقبلوا عليك بوجوههم، فإذا أعرضوا عنك فأمسك، وإياك والسجع في الدعاء[34]

’’حضرت ابو نضرۃؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کے واعظ سے کہا: اپنی آواز کو شرکاءِ مجلس کے سامنے پست رکھو، اور ان سے وعظ و نصیحت کرو جو آپ کے سامنے موجود ہیں، اگر وہ آپ سے چلے جائیں تو وعظ و نصیحت کو روک دو، اور دعا میں الفاظ کی بناوٹ (تک بندی) سے دور رہو۔‘‘

عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قلت له: أ ذكرت هذا الحديث عن أبيك؟ قال: نعم، قال: أرسلت عائشة رضي الله عنها إلى أبي عمر رضي الله عنه في قاص كان يقعد على بابها: إن هذا قد آذاني وتركني لا أسمع الصوت، فأرسل إليه فنهاه، فعاد، فقام إليه أبي عمرُ رضي الله عنهما بعصاه حتى كسرها على رأسه[35]

’’حضرت نافعؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے دریافت کیا: کیا یہ حدیث آپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں، اور کہا: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک ایسے واعظ (خطیب) کی میرے والد حضرت عمرؓ کو شکایت کی کہ جو ان کے دروازے پر بیٹھتا تھا (اور بلند آواز سے وعظ کرتا تھا)، کہ اس شخص نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے، اور مجھے کسی آواز سننے کے قابل نہیں چھوڑا، تو حضرت عمرؓ نے اس واعظ کو پیغام بھیج کر ایسا کرنے سے منع فرمایا، (لیکن وہ باز نہ آیا) اور اس نے وہی حرکت دہرائی، پھر میرے والد حضرت عمرؓ اپنی لاٹھی کے ساتھ اس کی طرف گئے اور وہ لاٹھی اس کے سر پر توڑ دی۔‘‘

چونکہ اس خطیب کی آواز بہت بلند تھی اور اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یکسوئی میں فرق آتا تھا، اور یہ حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، اس لئے حضرت عائشہؓ نے حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ یہ صاحب بلند آواز سے میرے گھر کے سامنے وعظ کرتے رہتے ہیں، جس سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، اور مجھے کسی اور کی آواز سنائی نہیں دیتی، تو اس کے نتیجے میں حضرت عمرؓ نے اس خطیب پر تعزیری سزا جاری فرمائی۔ بات صرف یہ نہیں تھی کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنی تکلیف کا ازالہ کرنا چاہتی تھی، بلکہ

دراصل وہ اسلامی معاشرت کے اس اصول کو واضح اور نافذ کرنا چاہتی تھیں کہ آواز کو کسی کی تکلیف کا ذریعہ نہ بناؤ، کیونکہ آواز جب حد سے زیادہ بڑھ جائے، تو تکلیف کا باعث بن جاتی ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح (مشہور تابعی ہیں) فرماتے ہیں:

ینبغی للعالم أن لایعدو صوتہ مجلسہ[36] ''عالم کو چاہیے کہ اس کی آواز اس کی اپنی مجلس سے آگے نہ بڑھے۔''

جنگلی جیوت (wild life)

ماحولیات کا ایک اہم مسئلہ جنگلی جیوت کا تحفظ بھی ہے۔ اس حوالے سے نبی ﷺ نے ہمیں سکھایا ہے، کہ ہمارے ماحول میں موجود مخلوقات ہماری طرح کی مخلوقات ہیں جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی ہیں۔ اللہ نے ان کے ہم پر حقوق مقرر فرمائے ہیں۔ ان کا قتل اور ان کا اتلاف کسی معتبر مصلحت کے بغیر جائز نہیں۔ چنانچہ بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

قرصت نملۃ نبیا من الانبیاء فامر بقریۃ من النمل فاوحی اللہ الیہ: ان قرصتک نملۃ احرقت امۃ تسبح اللہ۔

''ایک چیونٹی نے نبیوں میں سے کسی ایک نبی کو کاٹ لیا، تو اس نے چیونٹیوں کے گائوں کو جلا دینے کا حکم دیا، تو اللہ نے اس کے پاس وحی بھیجی، کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر خاک کر دیا، جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔''

یہ مفہوم قرآن کریم کی ان آیات میں بھی پایا جاتا ہے:

وَمَا مِنۡ دَآبَّۃٍ فِی الۡاَرۡضِ وَ لَا طٰٓئِرٍ یَّطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡہِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمۡثَالُکُمۡ ؕ[37]

''اور نہیں ہے کوئی چلنے والا زمین میں اور نہ کوئی پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو بازوؤں سے مگر ہر ایک امت ہے تمہاری طرح۔''

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسۡجُدُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ وَ النُّجُوۡمُ وَ الۡجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ کَثِیۡرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ کَثِیۡرٌ حَقَّ عَلَیۡہِ الۡعَذَابُ ؕ[38]

''تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ ان پر ٹھہر چکا عذاب۔''

یہ آیات اس طرف ہماری رہنمائی کرتی ہیں کہ انسان چوں کہ اسی ماحول کا حصہ ہے، اس حیثیت سے اس کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ دوسرے ماحولیاتی عناصر کی حفاظت کرے اور ان کو تلف ہونے سے بچائے۔ قرآن مجید کی دوسری آیات سے بھی یہ رہنمائی ملتی ہے کہ اللہ سبحانہ نے ماحولیات کے دوسرے عناصر کو بھی اس کے تابع بنا دیا ہے، جیسے: سورج، چاند اور حیوانات وغیرہ۔ انسان پر انکی حفاظت کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ یہ ان کی طرف سے اللہ تعالی کی ان پر بے شمار نعمتوں کا شکرانہ ہوگا۔

خلاصہ

آنحضرت ﷺ کی مبارک زندگی تمام انسانوں کی ابدی کامرانی کی ضامن ہے اور زندگی کے تمام مسائل میں آپ نے اپنی امت کو بہم ہدایت کا سامان مہیا کیا ہے۔ ماحولیاتی آلودگی جدید دور کے مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ ہے۔ اخبارات، جرائد، پرنٹ اور

الیکٹرانک میڈیا، ادارہ جات اور انجمنیں اس کی آگہی اور سد باب پر اپنے تحرکات لے رہی ہیں۔ تاہم ایک مسلمان اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے سچے امتی کی حیثیت سے ہمیں سب سے پہلے قابل وثوق انداز میں آپ ﷺ کی تعلیمات کو چننا چاہئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنۃ پر تعمیل کرتے ہوئے مجموعی آلودگی کے تدارک کو تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے۔ جس میں مسئلہ آلودگی، اس کی اہمیت، تعارف اور اقسام کو بیان کرنے کے بعد تعلیمات نبوی ﷺ میں موجود اس کا حل بیان کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ امت مسلمہ اور اقوام عالم ان نبوی تعلیمات سے بھرپور انداز سے مستفید ہونگے۔

حوالہ جات

---

[1] الاحزاب:21

[2] بقرہ:۱۷

[3] ابوزریق، علی رضا، البیئۃ والانسان، طبع: سلسلہ دعوۃ الحق، اصدار دعوۃ عالم الاسلامی، 1416ھ، ص:7

[4] شبلی، احمد ابراہیم، البیئۃ والمناہج الدراسیۃ، طبع: مؤسسۃ الخلیج العربی، الریاض، 1984ع، ص:16

[5] Pollution-definition from the Merriam, Webster online dictionary

[6] ''U.S. Military is the world's largest polluter'' with reference of https://ur.m.wikipedia.org

[7] روم:۴۱

[8] مفردات الامام راغب الاصفہانی، والمصباح، والقاموس المحیط، واساس البلاغہ، بحوالہ: المدخل الفقہی العام للشیخ مصطفی احمد الزرقا، طبع: دوم، سال: 1425ھ/2004ع، دار القلم، دمشق، جلد:2، صفحہ:673

[9] نساء:117_119

[10] الفرقان:۴۸

[11] الاعراف:۵۷

[12] عبس:24_32

[13] صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب البول فی الماء الدائم

[14] سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ

[15] صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب النہی عن التخلی فی الطریق والظلال

[16] بغوی، محیی السنۃ، ابومحمد، الحسین بن مسعود بن الفراء البغوی الشافعی، (وفات:516ھ)، تحقیق: شعیب الارناؤط - محمد زہیر الشاویش، ط: المکتب الاسلامی، طبع دوم، سال:1403ھ/1983ع، شرح السنۃ، 391/11

[17] صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب الامر بتغطیۃ الاناء وایکاء السقاء

[18] شیبانی، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد(164ھ-241ھ)، مسند احمد، تحقیق: شعیب الارناؤط، عادل مرشد وآخرون، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی: 1421ھ/2001ع، جلد:3، صفحہ 183، 184 اور 191

[19] صحیح البخاری، کتاب المزارعۃ، باب فضل الزرع والغرس اذا اکل منہ

[20] بیہقی، ابو بکر، احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخسروجردی الخراسانی(وفات:458ھ)، السنن الکبری للبیہقی، تحقیق: محمد عبد القادر عطا، ط: دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، طبع سوم:1424ھ/2003ع، جلد:9، صفحہ:160ھ

[21] الرحمن:14

[22] الزبیدی، مرتضی، ابو الفیض، محمد بن محمد بن عبد الرزاق الحسینی(وفات:1205ھ)، تاج العروس من جواہر القاموس، تحقیق: مجموعۃ من المحققین، ط: دار الہدایہ، باب الالف

[23] الحج:٦٥

[24] صحیح بخاری، کتاب الصلاۃ، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم "جعلت لی الارض مسجدا"

[25] شیبانی، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد(164ھ-241ھ)، مسند احمد، تحقیق: شعیب الارناؤط، عادل مرشد وآخرون، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی: 1421ھ/2001ع، جلد:3، صفحہ 313

[26] انبیاء:٣٥

[27] النور:45

[28] سنن ابن ماجہ، کتاب الرہون، باب المسلمون شرکاء فی ثلاث

[29] شیبانی، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد(164ھ-241ھ)، مسند احمد، تحقیق: شعیب الارناؤط، عادل مرشد وآخرون، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی:1421ھ/2001ع، جلد:2، صفحہ 179 اور 221

[30] النحل:78

[31] لقمان:١٩

[32] شیبانی، ابو عبد اللہ، احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد(164ھ-241ھ)، مسند احمد، تحقیق: شعیب الارناؤط، عادل مرشد وآخرون، ط: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولی: 1421ھ/2001ع، جلد:2، صفحہ 159

[33] جامع الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی قراءۃ اللیل

[34] ابن شبہ، ابو زید، عمر بن شبہ النمیری، البصری(173ھ-262ھ): تاریخ المدینۃ المنورۃ ج1، ص13، تحقیق: فہیم محمد شلتوت۔ سال طباعت ندارد

[35] ابن شبہ، ابو زید، عمر بن شبہ النمیری، البصری(173ھ-262ھ): تاریخ المدینۃ المنورۃ ج1، ص15، تحقیق: فہیم محمد شلتوت۔ سال طباعت ندارد

[36] السمعانی، ابو سعد، عبد الکریم بن محمد: ادب الاملاء والاستملاء، تحقیق: سعید محمد اللحام، ط: مکتبۃ الھلال بیروت، الطبعۃ الاولی، ١٤٠٩ھ/١٩٨٩ء، ص ٦١

[37] الانعام:38

[38] الحج:18